عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

جلد:۴۲ | ۱۵ تا ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۲۳ء | شمارہ:۱۰

قادیانیوں کے لیے شعائرِ اسلام کے استعمال کی شرعی حیثیت

رمضان کی تیاری کیسے کریں؟

شبِ برأت

فضائل و اعمال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ورثا کے لئے مرحوم کی وصیت پر عمل کرنا

س:...... اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ، فطرہ، کفارہ یا نذر کی رقم واجب الادا ہو تو کیا ورثا اس کی طرف سے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... اگر میت نے مرنے سے پہلے وصیت کی ہوئی تھی کہ میرے ذمہ اتنی زکوٰۃ باقی ہے یا صدقۃ الفطر یا کفارہ یا نذر کی رقم ہے' وہ ادا کر دینا تو ثلث جائیداد سے اس وصیت پر عمل کرنا واجب ہے، اور ورثا پر لازم ہے کہ وہ ذمہ کی فراغت کے لئے اس کی وصیت پر عمل کریں۔ اور اگر میت نے کوئی وصیت نہ کی ہو تو پھر ورثا پر لازم تو نہیں، لیکن اگر وہ اپنی طرف سے ادا کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ میت بری الذمہ ہو جائے گی۔

”قال ابن عابدین رحمہ اللہ (تحت قولہ : ولو مات فأداها وراثه جاز) : فی الجوهرة : اذا مات من علیه الزکوٰة او فطرة او کفارة او نذر لم تؤخذ من ترکته عندنا الا ان یتبرع ورثته وهم من اهل التبرع ولم یجبروا علیه وان اوصی تنفذ من الثلث۔“

(ردالمحتار، ص:۳۵۹، ج:۲، باب صدقۃ الفطر)

والد کی زکوٰۃ ان کی اجازت کے بغیر دینا

س:...... ہمارے والد صاحب کے ذمہ زکوٰۃ فرض ہے لیکن وہ خود ادا نہیں کرتے تو کیا ہم ان کے مال سے بلا اجازت زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں؟ یا پھر ہم اپنی طرف سے اپنے مال میں سے ان کی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں؟ کیا اس طرح ان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

ج:...... بغیر اجازت کے آپ ان کے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتے، البتہ ان کی اجازت سے آپ ان کے مال سے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ خود اپنے والد کی زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کرنا چاہیں تو بھی ان کی اجازت ضروری ہے، اگر انہوں نے اجازت نہ دی پھر بھی آپ نے زکوٰۃ دے دی تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔

”رجل ادی زکوٰة غیره عن مال ذلک الغیر فاجازه المالک فان کان المال قائماً فی ید الفقیر جاز والا فلا۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ص:۱۷۱، ج:۱، کتاب الزکوٰۃ)

کمیٹی کی جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

س:...... اگر کسی نے کمیٹی ڈالی ہوئی ہو اور ابھی تک کمیٹی وصول نہ کی ہو تو کیا اس جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ ہوگی؟

ج:...... اگر کمیٹی کی رقم نصاب کو پہنچتی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ یا اگر پہلے سے صاحبِ نصاب ہو تو ایسی صورت میں کمیٹی کی جتنی رقم جمع ہو اُس پر زکوٰۃ ہوگی، دیگر اموال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ — ۱۵ تا ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۲۳ء — شمارہ:۱۰

اس شمارے میں!

قادیانیوں کیلئے شعائر اسلام کے استعمال	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
شبِ برأت.....فضائل واعمال	۹	مولانا ابوجندل قاسمی
رمضان کی تیاری کیسے کریں؟	۱۲	مولانا ظفر احمد خان ندوی
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
قادیانی دھوکا دہی کا قانونی تعاقب	۱۹	منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ
صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت	۲۱	ادارہ
میرے اساتذۂ حدیث شریف!	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)**IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT**0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)**IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۲۷ (۱۲ سنہ نبوت کے واقعات)

۱:.... اس سال صحیح قول کے مطابق ہجرت سے ایک سال قبل، یہ قول ابنِ سعد وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور نوویؒ اور ابنِ حزمؒ نے اس پر جزم کیا ہے، اور ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل، مگر یہ قول ضعیف ہے، ستائیس رجب ہفتہ یا پیر کی رات کو، اور ایک قول کے مطابق رمضان میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر پہلے بیت المقدس کی طرف ہوا، پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف معراج ہوئی، پھر وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، چنانچہ آپ بلند ترین مقام تک پہنچے، ''پس (دونوں کے درمیان) دو کمانوں کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی قریب تر، اور آپ نے اپنے رَبّ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیان فرمایا ہے۔

۲:.... اسی سال، شبِ معراج میں جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک حلق کے گڑھے سے اَسفل تک شق کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک نکال کر سونے کے طشت میں، جو آبِ زمزم سے بھرا ہوا تھا، اسے دھویا، پھر اس میں حکمت، اِیمان اور نورِ نبوّت بھر کر اپنی جگہ رکھا، اور سینہ مبارک سوئی سے سی دیا۔ علماء فرماتے ہیں کہ شقِ صدرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک میں چار بار ہوا: اوّل:.... بوقتِ ولادت، دوم:.... جبکہ عمر مبارک دس سال تھی، سوم:.... غارِ حرا میں اوّل نزولِ وحی کے وقت، چہارم:.... شبِ معراج میں۔

۳:.... اسی سال شبِ اِسراء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنتی سواری پر سوار ہوئے، جسے ''براق'' کہا جاتا ہے، اس کا نام ''جارود'' ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے بیت المقدس تک کا سفر اس پر طے کیا، اس کی برق رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا ایک ایک قدم منتہائے نظر تک اُٹھتا تھا۔

۴:.... اسی سال شبِ اِسراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں دوگانہ ادا کیا، اور اس میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی اِمامت کا شرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔

۵:.... اسی رات تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی رُوحیں بیت المقدس میں جمع ہوئیں، اور بقول بعض ان کے جسم بھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِمامت میں دو رکعتیں پڑھیں، اس میں اختلاف ہے کہ یہ دو رکعتیں نفل تھیں یا عشاء کی نماز تھی، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی وجہ سے دو رکعت پڑھا۔

۶:.... اسی رات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس سے باہر تشریف لائے تو جنت سے ایک سیڑھی (معراج) لائی گئی، جس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر پہنچے، پھر وہ پہلے آسمان پر رکھی گئی اور اس کے ذریعے دُوسرے آسمان تک گئے، اسی طرح درجہ بدرجہ ساتوں آسمانوں سے اُوپر تک تشریف لے گئے۔

۷:.... اسی رات، آسمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آسمانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ اِستقبال کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بیت المقدس سے آسمانوں پر پہنچ چکے تھے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دُوسرے پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت اِدریس علیہ السلام سے، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کے لیے
شعائر اسلام کے استعمال کی شرعی حیثیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ دنوں درج ذیل ایک استفتا آیا تھا، جب اس کا جواب لکھا گیا تو دوستوں کا خیال ہوا کہ اسے ہفت روزہ ختم نبوت میں بطور اداریہ شامل ہونا چاہیے، چنانچہ ان کے اصرار پر مکمل سوال و جواب بطور اداریہ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے:

’’س:......سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل کلمات شعائر اسلام میں آتے ہیں یا نہیں اور لقب سید اور مندرجہ ذیل کلمات کیا قادیانی استعمال کر سکتے ہیں؟

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، (۲) نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، (۳) ھو الناصر۔

سائل: محمد سلیم، کراچی

سوال کے جواب سے قبل دو امور معلوم ہونے چاہئیں:

۱:...’’شعائر اسلام‘‘ ان علامات، اصطلاحات اور اعلانات کو کہا جاتا ہے جو اسلام اور اہل اسلام کی شناخت اور پہچان شمار ہوتے ہیں، جیسے ارکانِ اسلام، اذان، نبوت، صحابیت، مسجد، مینار اور درود و سلام وغیرہ۔

۲:...اسلامی ممالک میں مسلم اور غیر مسلم کمیونٹیز کے درمیان امتیاز قائم رکھنے کے لیے غیر مسلموں کو مسلمانوں والی شخصی، سماجی اور مذہبی شناختیں اختیار کرنا، قانون، انتظام اور شریعت کی رُو سے جائز نہیں ہے۔

بنابریں واضح رہے کہ: ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘، ’’نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم‘‘ اور ’’ھو الناصر‘‘ یہ کلمات خالصتاً اسلامی کلمات بلکہ اسلامیت کی پہچان کے طور پر مستعمل ہیں، اس لیے ان اصطلاحات اور کلمات کا اسلامی ملک کے غیر مسلم شہریوں کے لیے استعمال کرنا شریعت اور قانون کی رُو سے قطعی ممنوع ہے۔

نیز ہمارے ہاں ’’سید‘‘ اور ’’سادات‘‘ کا لفظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خاندانی اور خونی رشتہ داروں (بالخصوص اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہم) کے لیے استعمال ہوتا ہے جو خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو دین، بلکہ آخری دین کے طور پر دل و جان سے

مانتے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے آپ کے خاندان کا یہ اعزاز ہے، یہ اعزاز دینی بھی ہے اور نسبی بھی ہے، دین سے عاری یا نبی کے نسب سے تعلق نہ رکھنے والوں کے لیے ’’سید‘‘ کا لفظ استعمال کرنا ناجائز ہے۔

نیز ’’ھو الناصر‘‘ کا لفظ قادیانی گروہ کی طرف سے براعت استہلال (پس منظر میں مخفی رکھے گئے مقصد موہم کی ترجمانی) کے طور پر استعمال کرنے کا ابہام پایا جاتا ہے، جب کہ ’’الناصر‘‘ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کسی صحیح بات کو غلط مقصد کے لیے استعمال کرنا بھی حرام ہوتا ہے، چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ برصغیر میں نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اس کے مختلف دعووں کی وجہ سے اسے نبی مانتے ہیں اور اسے مسلمانوں کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں باور کرانے کے لیے اسلامی شناختوں کو استعمال کرتے ہیں، جب کہ قادیانی گروہ (لاہوری و مرزائی) کا کافر ہونا شریعت اسلامیہ اور آئین پاکستان میں واضح ہو چکا ہے، اس لیے قادیانیوں کا مذکورہ شرعی کلمات و اصطلاحات یا اس قسم کی دیگر اسلامی شناختوں کو استعمال کرنا اسلامی شریعت اور ملکی قانون کی رو سے جرم ہے، ایسے لوگ عام کفار کے مقابلے میں زیادہ سخت تادیب، سرزنش اور قرار واقعی سزا کے مستحق ہیں۔

مزید یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار خواہ ان کا تعلق قادیانی جماعت سے ہو یا لاہوری جماعت سے، غیر مسلم اور کافر ہیں۔ ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے یہ لوگ کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ کیونکہ قادیانی دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کی روشنی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ خود مرزا قادیانی کی تعلیمات کے مطابق صرف اسی کے پیروکار (قادیانی اور لاہوری جماعت) مسلمان ہیں اور دوسرے تمام مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے کافر اور غیر مسلم ہیں، جیسا کہ قادیانی کتاب ’’تذکرہ‘‘ میں ہے:

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (ص:۵۱۹، طبع چہارم)

۲:.....مزید یہ کہ ایک قادیانی کے نزدیک مرزا قادیانی اسی مقام و منصب پر فائز ہے جو مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، جیسا کہ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

’’ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے، جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: ’’صار وجودی وجودہ‘‘ (میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔) نیز ’’من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی و ما رای،، (جس نے میرے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق کیا، اس نے نہ مجھے پہچانا اور نہ دیکھا۔) اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت ’’آخرین منھم‘‘ سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

اور اس طرح سے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مقدس نام اور مقام کی تحقیر کر کے زیر دفعہ ۲۹۵ سی (پی

پی سی) کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اپنا تعلق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام سے قطع کرتے ہیں۔

۳:......قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ ۲۹۸ بی تعزیرات پاکستان کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً: ’’امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہل بیت‘‘ وغیرہ کا استعمال نہیں کرسکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ اس قسم کے دیگر مشابہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کرتے پھریں، جیسا کہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قرآن کریم کی ایک آیت ہے۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہے۔ سید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے لیے عموماً بولا جاتا ہے، جس کا تعلق سید خاندان سے ہو۔

اگر کوئی قادیانی واقعتاً سید ہو تو بھی وہ مرزا قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے مرتد اور غیر مسلم ہوگا اور اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے منقطع ہو جائے گا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کے بارے میں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے حضرت نوح علیہ السلام کے اہل سے خارج کردیا اور فرمایا: ’’یَانُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ‘‘... فرمایا: اے نوح! وہ نہیں تیرے گھر والوں میں، اس کے کام ہیں خراب... (ہود:۴۶)

اسی طرح ھو الناصر، وغیرہ عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے یہ شعائر اسلام استعمال کرنے سے یہ (قادیانی) اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے جو کہ شریعت اسلامی اور پاکستانی قانون کے مطابق ممنوع ہے اور شریعت اسلامی وقانون کی خلاف ورزی کرنا جرم ہے۔

۴:......مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کی درج ذیل آیت:

’’إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔‘‘

ترجمہ:... ’’بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔‘‘ (الاحزاب:۵۶)

کے مطابق درود وسلام صرف حضور اکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مختص ہے۔

۵:......مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ درود وسلام کا مستحق ہے۔ بقولِ مرزا: اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے۔ مرزا قادیانی کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب ’’تذکرہ‘‘ کے صفحہ ۷۷۷ طبع سوم پر ایک وحی درج ہے:

’’صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد‘‘ اللہ نے تجھ پر درود بھیجا اور محمد پر۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ میں یہ دعویٰ کیا ہے:

’’بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ ’’علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘ کا اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواز یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسرے کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شرح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی نے یہ لفظ کہا، صحابہ کرام نے

کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔‘‘

(اربعین نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۳۴۹ از مرزا قادیانی)

(نعوذ باللہ) مطلب یہ ہے کہ قادیانی مرزا قادیانی کے لیے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر یا آپ سے افضل گردانتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس قبیح حرکت اور فعل سے واضح طور پر حضور اکرم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور مبارک نام و مقام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ قادیانیوں کا اپنی تحریر میں ’’نحمده و نصلي على رسوله الكريم‘‘ جو درود و سلام پر مشتمل کلمہ ہے، استعمال کرنا ٗ مرزا قادیانی کی تصریحات کے مطابق اس پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایسا کرنا سنگین جرم ہے۔ نیز تعزیرات پاکستان کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘، ’’هو الناصر‘‘، ’’سید‘‘ جیسے الفاظ و جملے جو کہ مسلمانوں کے ہاں استعمال ہونا شائع و ذائع ہے اور کہیں یہ الفاظ کندہ دیکھ کر ذہن مسلمانوں ہی کی جانب منتقل ہوتا ہے، لہٰذا قادیانیوں کے لیے ان کا استعمال قطعاً درست نہیں ہے اور ان کے لیے شعائر اسلام کا استعمال کرنا شرعی لحاظ سے حرام اور تعزیرات پاکستان کی رو سے جرم ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب! کتبہ:

(مفتی) محمد زکریا

۱۳/ ۲/ ۲۰۲۳ء

اللہ تبارک وتعالیٰ قادیانیوں کو سوچنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھولے بھٹکے قادیانیوں کو حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرما کر دنیا و آخرت میں ان کو سرخرو ہونے اور کامیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر ان کے مقدر میں ہدایت نصیب نہیں تو اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو ان کے فتنوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

.....❁.....❁.....❁.....

شبِ برأت ..... فضائل واعمال

مولانا ابوجندل قاسمی

ماہِ شعبان ایک بابرکت مہینہ ہے، ''شعبان'' عربی زبان کے لفظ ''شَعْب'' سے بنا ہے، جس کے معنی پھیلنے کے آتے ہیں اور چوں کہ اس مہینے میں رمضان المبارک کے لیے خوب بھلائی پھیلتی ہے اسی وجہ سے اس مہینے کا نام ''شعبان'' رکھا گیا۔ (عمدۃ القاری، باب صوم شعبان ۱۱/۱۱۶، فیض القدیر ۲/۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کے اکثر حصے میں روزے رکھتے تھے؛ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''مَا رَأَیْتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَھْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَیْتُه فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ مِنْهُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ۔'' (صحیح بخاری ۱/۲۶۴، صحیح مسلم ۱/۳۶۵) یعنی میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔ ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں: ''کَانَ اَحَبُّ الشُّھُوْرِ اِلٰی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن یَّصومَه شَعْبَانَ ثُمَّ یَصِلُه بِرَمَضَانَ۔'' (کنز العمال حدیث ۲۴۵۸۴)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رمضان سے ملادیں۔

اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان اور رمضان کے سوا لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔'' (ترمذی شریف ۱/۱۵۵) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پورے مہینے کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

ماہِ شعبان میں روزے کی حکمتیں:

ماہِ شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ نفلی روزے رکھنے کے کئی اسباب اور کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں، علامہ محب طبریؒ نے چھ حکمتیں بیان فرمائی ہیں، (عمدۃ القاری ۱۱/۱۱۹) جن میں سے چار حکمتیں وہ ہیں جن کی طرف احادیث میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، انھیں کو یہاں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

(۱) رمضان کی تعظیم اور روحانی تیاری:

چناں چہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: ''اَیُّ الصَّوْمِ اَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ قَالَ شعبانُ لِتَعْظِیْمِ رمضَانَ۔''

ترجمہ: رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: رمضان کی تعظیم کے لیے شعبان کا روزہ، الخ (ترمذی شریف ۱/۱۴۴، باب فضل الصدقہ) یعنی رمضان المبارک کی عظمت، اس کی روحانی تیاری، اس کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات کے حصول اور ان سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ ماہِ شعبان میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کا سبب بنتا تھا اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے۔ (لطائف المعارف لابن رجب، ۱/۱۳۸، معارف الحدیث ۴/۱۵۵)

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف اعمال کا اٹھایا جانا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے، لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں؛ حالاں کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال پروردگارِ عالم کی جانب اٹھائے جاتے ہیں، لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل بارگاہِ الٰہی میں اس حال میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ (شعب الایمان حدیث ۳۸۲۰، فتح الباری ۴/۲۵۳)

(۳) مرنے والوں کی فہرست کا ملک الموت کے حوالے ہونا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ماہِ شعبان میں اس کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس مہینے میں ہر اس شخص کا نام ملک الموت کے حوالے کر دیا جاتا ہے جن کی روحیں اس سال میں قبض کی جائیں گی؛ لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام اس حال میں حوالے کیا جائے کہ میں روزے دار ہوں۔

(مسند ابویعلیٰ حدیث ۴۹۱۱، فتح الباری ۴/ ۲۵۳)

(۴) ہر مہینے کے تین دن کے روزوں کا جمع ہونا:

ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ہر مہینے تین دن یعنی ایامِ بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے رکھتے تھے، (نسائی شریف ۱/ ۲۵۷) لیکن بسا اوقات سفر وضیافت وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جاتے اور وہ کئی مہینوں کے جمع ہو جاتے، تو ماہِ شعبان میں ان کی قضا فرماتے۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی حکمتوں کی وجہ سے شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا“ (ترمذی شریف ۱/ ۱۵۵، جامع الاحادیث ۲/ ۴۴۵) یعنی جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ تو علماء کرام نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس حدیث شریف میں ممانعت ان لوگوں کے لیے ہے جن کو روزہ کمزور کرتا ہے، ایسے لوگوں کو اس حدیث شریف میں یہ حکم دیا گیا کہ نصف شعبان کے بعد روزے مت رکھو؛ بلکہ کھاؤ پیو اور طاقت حاصل کرو؛ تاکہ رمضان المبارک کے روزے قوت کے ساتھ رکھ سکو اور دیگر عبادات نشاط کے ساتھ انجام دے سکو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ طاقت ور تھے، روزوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزوری لاحق نہیں ہوتی تھی؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصف شعبان کے بعد بھی روزے رکھتے تھے اور امت میں سے جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور روزے ان کو کمزور نہیں کرتے وہ بھی نصف شعبان کے بعد روزے رکھ سکتے ہیں، ممانعت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کو کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۴/ ۲۵۳، تحفۃ الالمعی ۳/ ۱۱۱)

شبِ برأت کی فضیلت واہمیت:

ماہِ شعبان کی پندرہویں شب ”شبِ برأت“ کہلاتی ہے۔ برأت کے معنی ”رستگاری و چھٹکارا“ کے ہیں، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: شب برأت کو شب برأت اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں دو قسم کی برأت ہوتی ہے:

(۱) ایک برأت تو بدبختوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۲) دوسری برأت خدا کے دوستوں کو ذلت وخواری سے ہوتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۴۵۶)

احادیث شریفہ میں شبِ برأت کی بہت زیادہ فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، جن میں سے چار حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) بے شمار لوگوں کی مغفرت:

”حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔“ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۳/ ۳۳۹)،

(ترمذی شریف ۱/ ۱۵۶، ابن ماجہ، ص ۹۹)

(۲) صبح تک اللہ تعالیٰ کی ندا:

”حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو، اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوعِ فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟ کیا

ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتے رہتے ہیں؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔‘‘ (ابن ماجہ ص۹۹، شعب الایمان ۳/ ۳۷۸، حدیث ۳۸۲۲)

(۳) کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی:

’’حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جھانکتے ہیں یعنی متوجہ ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ ص۹۹، شعب الایمان للبیہقیؒ ۳/ ۳۸۲)

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی روایت میں ’’زانیہ‘‘ بھی آیا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت میں ’’رشتہ داری توڑنے والا، ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی‘‘ بھی آیا ہے اور بعض روایات میں عشّار، ساحر، کاہن، عرّاف اور طبلہ بجانے والا بھی آیا ہے۔ گویا احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عام مغفرت کی اس مبارک رات میں چودہ قسم کے آدمیوں کی مغفرت نہیں ہوتی؛ لہٰذا ان لوگوں کو اپنے احوال کی اصلاح کرنی چاہیے: (۱) مشرک، کسی بھی قسم کے شرک میں مبتلا ہو، (۲) بغیر کسی شرعی وجہ کے کسی سے کینہ اور دشمنی رکھنے والا، (۳) اہل حق کی جماعت سے الگ رہنے والا، (۴) زانی وزانیہ، (۵) رشتے داری توڑنے والا، (۶) ٹخنوں سے نیچے اپنا کپڑا لٹکانے والا، (۷) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، (۸) شراب یا کسی دوسری چیز کے ذریعے نشہ کرنے والا، (۹) اپنا یا کسی دوسرے کا قاتل (۱۰) جبراً ٹیکس وصول کرنے والا، (۱۱) جادوگر، (۱۲) ہاتھوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر غیب کی خبریں بتانے والا، (۱۳) ستاروں کو دیکھ کر یا فال کے ذریعے خبر دینے والا، (۱۴) طبلہ اور باجا بجانے والا۔‘‘ (شعب الایمان ۳/ ۳۸۲، ۳۸۳، الترغیب والترہیب ۲/ ۷۳، مظاہر حق حدیث ۲/ ۲۲۱، ۲۲۲)

(۴) پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی:

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) جمعہ کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدین کی راتیں۔‘‘ (شعیب الایمان ۳/ ۳۴۲، حدیث ۳۷۱۳)

شبِ برأت میں کیا کیا جائے؟:

اس خاص موقع پر کن کاموں کو کس طریقے پر کرنا چاہیے اور کن امور سے پرہیز کرنا چاہیے؟ ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

(۱) شب برأت میں عبادت کریں:

اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر رہنی ضروری ہیں:

(الف): نفلی عبادت تنہائی میں اور اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے؛ لہٰذا شب برأت کی عبادت بھی گھر میں کریں، مسجد میں نہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔‘‘ (بخاری شریف ۱/ ۱۵۸) اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بناؤ یعنی نوافل گھر میں ادا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ (تحفۃ القاری ۳/ ۵۰۷)

(ب) اس رات میں (اسی طرح شب قدر میں بھی) عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں؛ ذکر وتلاوت، نفل نماز، صلاۃ التسبیح وغیرہ کوئی بھی عبادت کی جاسکتی ہے۔

(ج) اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق عبادت کرنی چاہیے، اتنا بیدار رہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی بیمار ہو جائے۔

(د) پورے سال فرض نماز کا اہتمام کیا جائے، صرف شب برأت میں نفلی عبادت کرکے اپنے کو جنت کا مستحق سمجھنا باطل خیال ہے، یوں اللہ تعالیٰ مختار کل اور قادر مطلق ہے جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے۔

(ھ) بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں ایک مخصوص طریقے سے دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو جو نمازیں قضا ہوگئیں وہ سب معاف ہوجائیں گی۔ یہ بات بالکل بے اصل ہے۔

(و) شب برأت میں فضول گپ شپ میں شب بیداری کرنا، گلیوں، چوراہوں اور ہوٹلوں میں وقت گزارنا بالکل بے سود؛ بلکہ ’’نیکی برباد گناہ لازم‘‘ کا مصداق ہے۔

(۲) قبرستان جانے کا مسئلہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات قبرستان تشریف لے گئے؛ مگر واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس قدر خفیہ تھا کہ آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اپنے جانے کو مخفی رکھا اور کسی بھی صحابی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور بعد میں بھی کسی صحابی

(باقی صفحہ 14 پر)

رمضان کی تیاری کیسے کریں؟

مولانا ظفر احمد خان ندوی

رمضان المبارک ایک عظیم، بابرکت، مقدس، تربیتی اور رحمت الٰہی کے نزول کا مہینہ ہے۔اس کا ایک ایک لمحہ اور ساعتیں مبارک اور پرُنور ہیں۔خوش نصیب ہے، وہ جسے ماہِ مقدس کی مبارک ساعتیں میسر ہوں۔ اس ماہ سے پوری طرح سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سے ہی اس کی تیاری کی جائے، آیئے ہم سب مل کر سوچیں اور غور کریں کہ رمضان المبارک کی تیاری کیسے کی جائے؟

(1) اس بات کی سچی نیت اور پختہ عزم کریں کہ رمضان المبارک نصیب ہونے کی صورت میں جو بھی اعمال کریں گے اور جن عبادات کا اہتمام کریں گے اس کا مقصد اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہوگا ان شاءاللہ! جو روزے کا مقصد حقیقی ہے اور اس پر ہم ماہ مقدس کے بعد بھی قائم رہیں گے۔

(2) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے خالص اللہ تعالی کے لئے چالیس دن تک جماعت کے ساتھ تکبیر تحریمہ پاتے ہوئے نماز ادا کی اس کے لئے دو چیزوں جہنم اور نفاق سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔(ترمذی)

اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے بیسویں شعبان سے ہی اس بات کا عزم کرلیں کہ آخر رمضان المبارک تک ساری نمازیں جماعت اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ ادا کرنا ہے، ان شاءاللہ!

(3) اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب عاجزی و انکساری اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں رمضان جیسا مقدس مہینہ نصیب فرما جس سے ہم اپنے گناہوں کو تجھ سے بخشوا کر جنت کے حقدار بن پائیں توبہ واستغفار کا اہتمام کریں، یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم تو کمزور ہیں تو ہی ہماری پیشانی پکڑ کر اپنے سامنے جھکا دے۔

(4) روزوں کی مشق کے لئے ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ سے قبل کچھ روزے رکھئے، لیکن نصف شعبان کے بعد روزے نہ رکھیں تاکہ آگے کمزوری محسوس نہ ہو، ہاں اگر گزشتہ رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں تو انہیں پورا کرلیں۔

(5) ماہ شعبان سے ہی تلاوت قرآن کی کثرت کا معمول بنائیں، ساتھ ہی تہجد اور شب بیداری کی عادت ڈالیں، دعاوں کا کثرت سے اہتمام کریں تاکہ ان اعمال کی ادائیگی ماہ مقدس میں آسان ہوجائے،

(6) رمضان المبارک کی ساعتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے پورے ماہ کا ایک ٹائم ٹیبل بنائیں جس میں اپنی ملازمت، تجارت اور کاروبار کے علاوہ اوقات کو زیادہ سے زیادہ اطاعت شعاری اور عبادت کے لئے مقرر کریں اور حتی المقدور اس نظام الاوقات پر عمل کریں الّا یہ کہ کوئی ہنگامی صورت حال پیش آجائے۔

(7) رمضان المبارک میں گھریلو استعمال کی اہم اور ضروری چیزیں ماہ مقدس سے قبل ہی خرید لیں تاکہ شاپنگ کے نام پر رحمتوں و برکت سے بھرپور لمحات ضائع نہ ہو جائیں۔ اگر استطاعت ہو عید کی بھی خریداری رمضان سے قبل ہی کرلیں تاکہ آخری عشرہ کی راتوں میں شبِ قدر کی تلاش کرسکیں۔

(8) ماہ مقدس کے قیمتی اوقات کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے سوشل میڈیا کا استعمال بند کردیں اور یہ ممکن نہ ہو تو کم کردیں، اسی طرح ٹی وی وغیرہ دیکھنے سے گریز کریں خبروں اور دینی پروگرام سے بھی حتی الامکان دوری بنائے رکھیں کیونکہ میوزک اور نامحرم عورتوں سے بچنا ناممکن ہوجاتا ہے،

(9) اپنی ذاتی ڈائری میں مستند کتب کی مدد سے اصلاحی اور تربیتی امور نوٹ کرلیں جسے حسب موقع محلہ کی مسجد یا آبادی کی دوسری مساجد میں لوگوں کے سامنے رکھ سکیں کیونکہ اس ماہ مقدس میں عوام متوجہ رہتی ہے اور روحانی غذا کی تلاش میں رہتی ہے۔

(10) اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں، اس ماہ میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ملتا

ہے اور آپ کے قرب وجوار اور پڑوس میں بھی جو صاحب استطاعت افراد ہیں اس کو بھی عمرہ کی ترغیب دلائیے اگر کوئی تیار ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عمرہ کر لیتا ہے تو آپ کو وافر مقدار میں اجر نصیب ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

(11) مساجد، دفاتر، رفاہی اداروں عوامی مقامات کے علاوہ شہروں سے دور کی بستیوں آبادیوں اور گاؤں میں اوقات سحر وافطار کی تقسیم کا اہتمام کیجئے۔ اوقات سحر وافطار بہت سے اداروں سے مدد اور انفرادی حضرات شائع کرتے ہیں اگر نہ مل سکے تو آپ خود سے اس کی طباعت کا اہتمام کریں۔

(12) ماہ مقدس میں پڑوسی، رشتہ دار، دوستوں اور اعزا اقارب سے تعلقات بہتر رکھیں، اگر ان میں سے خدانخواستہ کوئی تعلق بہتر نہ ہو تو ملاقات کر کے معافی تلافی کر لیں اگر کسی وجہ سے ملاقات ممکن نہ ہو تو فون کے ذریعہ تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کیجئے اور دعا بھی کریں کہ آئندہ تعلقات بہتر رکھنے میں اللہ ہماری مدد فرمائے۔

(13) اپنے پڑوسیوں، رشتہ داروں اور عزیز واقارب کو بھی رمضان کی تیاری کی دعوت دیجئے اور ماہ مقدس کی تیاری کے پروگرام میں ان کو بھی شامل کریں اور وہ اپنے متعلقین کو دعوت دیں اس طرح یہ دعوت پوری بستی اور قریبی بستیوں میں عام ہو جائے گی اور ایک روحانی ماحول بن جائے گا، ان شاءاللہ۔

(14) گھر کے مہمان خانہ، دفتر، دکان اور گاڑی میں رمضان المبارک سے متعلق کتابچے، کتابیں، کیسٹس وغیرہ رکھیں اور حسب موقع و ضرورت لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ اس سے علم کی نشر واشاعت کا اجر ملے گا اور جو خود بھی اس سے مستفید ہوں گے۔

(15) رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کو ضائع ہونے سے بچائیں اور ہر لمحہ کو کوئی نیک عمل میں مشغول رکھیں، ذکر واذکار جاری رکھیں کیونکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں انسان کو نیک اعمال سے رغبت پیدا ہوتی ہے اور انسان حتی الامکان برائی سے دور اور نیکی کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

(16) رمضان المبارک کے پورے ماہ کا جو نظام الاوقات آپ مرتب کریں اس میں اہل و عیال کی ایمانی، عملی اور دعوتی تربیت کے لئے روزانہ کچھ نہ کچھ وقت مقرر کریں اور ہر ممکن اس کو انجام دینے کی کوشش کریں اس سے اہل وعیال اور بچوں کو آپ کی تربیت کا بہت بڑا حصہ نصیب ہوگا جو سب کے لئے باعث اجر وثواب ہوگا۔

(17) اگر وسعت وگنجائش ہو تو اکیلے ورنہ اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب کو ساتھ لے کر مفلس ونادار اور مستحق افراد کے لئے افطار کا نظم کریں، روزہ داروں کو افطار کرانے والے کا بڑا اجر وثواب ہے۔ اپنے ماتحت مزدوروں اور مسافروں کا بھی خیال رکھیں اور پروگرام میں اپنے پڑوسیوں کا خاص خیال رکھیں۔

(18) آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ کریں اس کے لئے محلہ کی مسجد سب سے بہتر ہے لیکن دوسری مسجد میں بھی کر سکتے ہیں، اعتکاف کے ارادے کے ساتھ ہی یہ طے کر لیں کہ گھر سے ضرورت کی تکمیل کیسے ہوگی تا کہ پوری یکسوئی سے یہ عمل ہو سکے اور اعتکاف کے ایام کا بھی ایک الگ سے نظام الاوقات مرتب کر لیں۔

(19) اپنے طور پر یا کسی عالم سے مل کر کچھ ماہ مقدس سے متعلق احکام و مسائل تیار کر لیں تا کہ خود بھی غلطی نہ کریں اور دوسروں کو بھی غلطیوں سے بچائیں اور یہ مسائل و احکام اہل محلہ، گھر والوں، مسجد میں نمازیوں، عام لوگوں اور طلبہ کو بھی بتائیں۔

(20) قرآن مجید کی تلاوت اور تفہیم وتدبر کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت لگانے کے لئے ایک پروگرام بنائیں، ایک روز میں کتنی تلاوت کرنی ہے کتنے حصوں کو سمجھنا ہے اور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ تلاوت کے ساتھ کم از کم ایک بار اس کو معانی ومفہوم کے ساتھ مکمل کریں ہر زبان میں آسان ومختصر ترجمہ وتشریح موجود ہے۔

(21) گھر والوں اور اہل محلہ کو رمضان کی تیاری کے لئے شعبان کے آخری پندرہ دنوں میں ایک دو دن کے گیپ کے ساتھ کچھ مجالس کا انعقاد کریں جس میں رمضان کے فضائل ومسائل اور خصوصیات رمضان کیسے گزاریں، فقہی احکام و مسائل، رمضان سے متعلق مستند بیانات کی سیڈیز سننا سنانا اور اہمیت ماہ مقدس پر مذاکرہ ہو تا کہ پوری تیاری سے رمضان کو گزار سکیں۔

(22) کچھ رقم مخصوص کر لیں اور الگ رکھ لیں تا کہ ماہ رمضان میں اسے خیر کے کاموں میں خرچ کر سکیں یہ صدقہ اور زکوٰۃ کے علاوہ ہے اگر زکوٰۃ واجب ہے تو اسے مستحق تک پہنچائیں اور صدقہ فطر عید سے پہلے مستحق کو دے دیں تا کہ ان کی بھی عید خوشی سے ہو۔

(23) دعاؤں کا خوب اہتمام کریں کہ جب رمضان آئے تو اے اللہ! ہمیں مکمل صحت و عافیت سے رکھنا، تا کہ خوب انہماک کے ساتھ

عبادات کی ادائیگی ہو سکے۔بعض اسلاف کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے کہ وہ رمضان سے پہلے اس کے حصول اور رمضان کے بعد اس کے قبول ہونے کی دعا کرتے تھے۔

(24) جب رمضان آئے تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور ایک بڑی نعمت رمضان المبارک بھی عطا کرکے اس میں ایک اور اضافہ کردیا اب ہمیں لیلۃ القدر، قیام اللیل رحمت ومغفرت اور جہنم سے آزادی جیسی نعمتیں اسی ماہ مقدس میں نصیب ہوں گی اس پر جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ اللہ کا وعدہ بھی ہے کہ نعمتوں کے شکر پر مزید نعمتیں نصیب ہوں گی اور کفرانِ نعمت محرومی اور شدید عذاب کا ذریعہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اس کی اطاعت اور توفیق عبادت کامل جانا ہے لہٰذا ماہ مقدس جیسی عظیم نعمت ملنے پر سجدۂ شکر بجالائیں۔

(25) رمضان المبارک جیسی عظیم وبیش بہا نعمت کے ملنے پر خوشی محسوس کریں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو رمضان کے آنے کی خوش خبری دیتے تھے، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور بعد کے بزرگان دین رمضان کا بڑا اہتمام سے انتظار کرتے اور اس کے آنے پر خوشی محسوس کرتے تھے۔ رحمتوں کے نزول اور نیکیوں کے لئے رمضان سے بہتر کون سا مہینہ ہوسکتا ہے۔لہٰذا اس کی آمد پر ہر مومن کو خوشی سے مچل جانا چاہیۓ۔

(26) رمضان کا استقبال اس ارادے سے کریں کہ اب فوری طور پر تمام قسم کے گناہوں اور معصیت کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہے ہیں اور اس ارادہ کو سچی توبہ سے مزید تقویت پہنچائیں اور آئندہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کا عزم کریں اس پر ثابت قدمی کے لئے اللہ سے دعا مانگیں۔

(27) نیکیوں کو ضائع اور برباد کرنے والے اعمال سے بچنے کا خاص طور سے اہتمام کریں مثلاً زبان سے معصیت اور لایعنی باتیں بولنا، آنکھوں سے ناجائز وحرام چیزیں دیکھنا اور رمضان المبارک کے لیل ونہار میں ہر ایسی چیز سے احتراز کریں جو رب کی ناراضگی کا سبب بنے، اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے بچنے کی توفیق بھی طلب کرتے رہیں۔

(28) حضرت سلمان فارسیؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو۔ دو باتیں تو ایسی ہے کہ تم اپنے پروردگار کو راضی کرسکو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم بے نیاز نہیں ہوسکو گے، پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ کو راضی کرسکو گے وہ یہ ہیں، لا الہ الاّ اللہ کی گواہی دینا اور استغفار کرنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہوسکو گے وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔ (صحیح ابن خزیمہ) لہٰذا ان چاروں کا کثرت سے اہتمام کریں۔

(29) رمضان کے بعد بھی اعمال صالحہ پر استمرار کے لئے دعا کے ساتھ توبہ و استغفار، نیک کاموں پر مداومت دعا کا التزام خصوصاً: ''اللّٰھم اعنی علٰی ذکرک و شکرک وحسن عبادتک'' کا اہتمام کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یہ دعا ہر فرض کے بعد پڑھنے کی وصیت کی تھی۔

(30) گزشتہ رمضان کو یاد کرکے اس میں ہونے والی کمیوں اور کوتاہیوں سے بچتے ہوئے موجودہ رمضان کو زندگی کا آخری رمضان سمجھتے ہوئے، اسے خوب سے خوب تر اور پہلے سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ان امور کے مطابق ہمیں رمضان المبارک کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں رمضانی نہیں بلکہ ربانی بنائے اور صرف رمضان المبارک ہی نہیں بلکہ پوری زندگی رمضان المبارک کی طرح گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیشہ ذکر وفکر، دعا ومناجات، فرائض و واجبات اور نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

بقیہ:.....شبِ برأت: فضائل اور اعمال

کو اس عمل کی ترغیب دینا ثابت نہیں؛ اس لیے شب برأت میں ٹولیوں کی شکل میں قبرستان جانا، اس کو شب برأت کا جزو لازم سمجھنا، راستوں میں روشنی کا اہتمام کرنا، یہ دین میں زیادتی اور غلو ہے، بغیر کسی اہتمام اور پابندی کے قبرستان جانا چاہیے! اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پندرہویں شعبان کے روزے کو نہ تو سنت قرار دینا مناسب ہے اور نہ بدعت، البتہ مستحب کہا جائے گا، کیونکہ ایک ضعیف حدیث میں اس کی فضیلت مذکور ہے اور فضائل میں ضعیف حدیث قابل قبول ہوتی ہے۔لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ ماہِ شعبان کے اکثر حصے کے روزے رکھے جائیں، یہ نہ ہوسکے تو ماہ شعبان کے نصف اوّل کے روزے رکھے جائیں، یہ بھی نہ ہوسکے تو ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ شعبان) کے روزے رکھے جائیں اور اتنا بھی نہ ہوسکے تو کم از کم پندرہ شعبان کا روزہ تو رکھ ہی لے، یہ روزہ بھی ان شاءاللہ موجب اجر ہوگا۔

''صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة''

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

اس وقت وہ ایک کم سن اور قریب البلوغ لڑکے تھے۔ وہ روزانہ مکہ کے ایک رئیس عقبہ بن معیط کی بکریوں کو لے کر انہیں چرانے کے لئے انسانی آبادی سے دور مکے کی پہاڑیوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ ان کا نام عبداللہ اور ان کے والد کا نام مسعود تھا لیکن عام طور سے لوگ انہیں ''ابن ام عبد'' کہہ کر پکارتے تھے۔

کم سن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اکثر سنا کرتا تھا جو قریش میں اپنی نبوت کا اعلان کر چکے تھے مگر ایک تو اپنی کم عمری اور دوسرے آبادی سے دور، انسانی سوسائٹی سے الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے اس پر خاطر خواہ توجہ نہیں کر پاتا تھا، اس کا تو روز کا معمول تھا کہ صبح منہ اندھیرے عقبہ ابن معیط کی بکریوں کے ساتھ نکل جاتا اور اس وقت واپس آتا جب رات کی تاریکی پورے طور پر فضا کو اپنی سیاہ چادر میں چھپا لیتی تھی۔

ایک روز عبداللہ بن مسعود نے دور فاصلے پر ادھیڑ عمر کے دو آدمیوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا جو تکان سے چور اور تھکاوٹ سے نڈھال ہونے کی وجہ سے بہت آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور شدت پیاس کے مارے ان کے ہونٹ اور حلق سوکھ کر کانٹا ہو رہے تھے، وہ دونوں اس کے قریب پہنچ کر کے: ''اسے سلام کیا اور بولے: ''لڑکے ہمارے لئے ان بکریوں کا دودھ دوہو جس سے ہم اپنی پیاس بجھا سکیں اور اپنی رگوں کو تر کر سکیں۔'' ''میں ایسا کرنے سے معذور ہوں، میں ان بکریوں کا دودھ آپ کو پیش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میری نہیں ہیں بلکہ میری امانت میں ہیں۔ میں ان کا مالک نہیں، امین ہوں۔''

لڑکے کا جواب سن کر ان دونوں نے کسی قسم کی ناگواری یا ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ انہوں نے اس جواب کو پسند کیا ہے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے کہا: ''اچھا! کسی ایسی بکری کی نشان دہی کرو جس نے کبھی بچہ نہ دیا ہو۔'' لڑکے نے اپنے قریب ہی کھڑی ایک چھوٹی سی بکری کی طرف اشارہ کر دیا، وہ آدمی اس کے قریب گیا، اسے پکڑا اور اللہ کا نام لے کر اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنے لگا، لڑکے نے حیرت کے ساتھ دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسی بکریاں جو کبھی گابھن نہ ہوئی ہوں، دودھ دینے لگیں! لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بکری کا تھن پھول کر بڑا ہو گیا اور اس میں سے تیزی کے ساتھ دودھ بہنے لگا، دوسرے آدمی نے زمین پر پڑا ہوا ایک پیالہ نما گہرا سا پتھر اٹھا کر اسے دودھ سے بھر لیا، پھر اس دودھ کو ان دونوں نے پیا اور لڑکے کو بھی پلایا، عبداللہ بن مسعود نے بتایا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے پیش آنے والے اس واقعے پر مجھے یقین نہیں آ رہا تھا، جب ہم سب لوگ اچھی طرح آسودہ ہو گئے تو اس بابرکت شخص نے بکری کے تھن سے کہا: ''سکڑ جا۔'' اور وہ سکڑتے سکڑتے اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اس وقت میں نے اس بابرکت شخص سے کہا: ''وہ کلمات جو آپ نے ابھی کہے تھے ان میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے۔'' تو اس نے کہا: ''انت غلام معلم''... تم ایک سکھائے پڑھائے لڑکے ہو...''

یہ اسلام سے عبداللہ بن مسعود کی شناسائی کی کہانی کا آغاز تھا اور وہ مبارک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، وہ دونوں حضرات قریش کی شدید ایذا رسانی اور ابتلا وآزمائش سے بچنے کے لئے اس روز مکہ کی گھاٹیوں کی طرف نکل آئے تھے، لڑکے نے جس انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنی محبت اور تعلق خاطر کا اظہار کیا، اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے، اس کی احتیاط اور امانت داری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے اندر خیر وفلاح کی علامات کو محسوس کر لیا۔

اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد عبداللہ بن مسعود نے اسلام قبول کر لیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کرتے ہوئے اپنے آپ کو بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا اور اسی روز سے وہ سعادت مند اور خوش بخت لڑکا بکریوں کی گلہ بانی سے نکل کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منتقل ہو گیا، وہ ہر وقت سفر میں حضر میں گھر کے اندر اور گھر سے باہر سائے کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تو وہ پردے کا انتظام کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر جانے کا ارادہ کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہناتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو وہ جوتوں کو پائے مبارک سے نکال لیتے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا اور مسواک کی حفاظت کرتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو وہ اس سے پہلے اس میں داخل ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے قرب وتعلق کا یہ حال تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہر وقت اپنے گھر آنے اور اپنے تمام رازوں سے واقف رہنے کی اجازت دے رکھی تھی، اسی وجہ سے وہ ”رازدانِ رسول“ کہے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ کے زیر تربیت پروان چڑھے، انہوں نے اپنی زندگی کو آپ کے اخلاق و عادات کے سانچے میں ڈھال لیا، خود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے متصف کر لیا اور ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنا وظیفہ حیات بنا لیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے اخلاق و عادات کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریب تھے۔ انہوں نے مدرسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم قرآن کا درس لیا۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑے قاری، اس کے معانی کے سب سے بڑے جاننے والے اور شریعت الٰہی کے سب سے بڑے نکتہ دان تھے۔ ایک بار جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میدان عرفات میں وقوف فرمائے ہوئے تھے، ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”امیر المومنین! میں کوفہ سے آیا ہوں، میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو قرآن میں دیکھے بغیر زبانی اس کا املا کراتا ہے۔“ یہ سن کر انہوں نے خشمگیں لہجے میں پوچھا:

”کون ہے وہ شخص؟“ اس آنے والے شخص نے ڈرتے ہوئے کہا: عبداللہ بن مسعود۔ یہ سن کر رفتہ رفتہ ان کے غصے کا اثر زائل ہونے لگا، یہاں تک کہ وہ اپنی معمولی اور نارمل حالت پر آ گئے، پھر انہوں نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ان سے زیادہ کوئی دوسرا شخص بھی اس کا حقدار ہے، اس کے متعلق میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

ایک رات کا ذکر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ وہ دونوں حضرات مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔ اس مجلس میں، میں بھی موجود تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، اچانک ہم نے دیکھا کہ کوئی شخص مسجد میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، ہم اسے پہچان نہ سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کھڑے ہو کر اس کی قرآت سنتے رہے، پھر ہماری طرف مڑتے ہوئے بولے: ”من سرہ أن یقرأ القران رطبا کما نزل فلیقرأہ علی قرأۃ ابن ام عبد“... ”جو شخص قرآن کریم کو اس طرح پڑھنا چاہے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ ابن ام عبد کی قرآت کے مطابق اسے پڑھے...“

پھر جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھ کر دعا مانگنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جاتے: ”سل تعطہ، سل تعطہ“ مانگو! دیا جائے گا۔ مانگو! دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں صبح سویرے ان کے پاس جا کر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان

کی دعا پر آمین کہنے کی خوشخبری سناؤں گا اور جب سویرے ان کو خوشخبری دینے کے ارادے سے ان کے یہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے ان کو یہ خوشخبری دے چکے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے جب بھی کسی خیر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مسابقت کی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ مجھے پیچھے چھوڑ دیا۔

کتاب اللہ کے علم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا بلند تھا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

''قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! قرآن کریم کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے بارے میں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ کہاں اور کس کے متعلق نازل ہوئی، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اس کے متعلق کوئی شخص مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور اس کے پاس پہنچنا ممکن ہو تو میں وہاں پہنچ کر اس کے علم سے ضرور استفادہ کروں گا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق جو کچھ فرمایا اس میں ذرہ برابر بھی مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے ایک سفر کے دوران میں ایک قافلے سے ملتے ہیں، رات اندھیری ہے، اس نے پورے قافلے کو تاریکی کے پردے میں چھپا رکھا ہے، اس قافلے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص سے کہتے ہیں کہ پوچھو: آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟

ابن مسعود رضی اللہ عنہ: فج عمیق سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: اور کہاں کا ارادہ ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: بیت عتیق کا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس قافلے میں کوئی صاحب علم ہے اور انہوں نے اپنے آدمی سے کہا کہ پوچھو: قرآن کا کون سا حصہ سب سے عظیم ہے؟

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ لا اله الا هو الحي القيوم لا تاخذه سنة و لا نوم۔'' (البقرۃ:۲۵۵)... اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ نہ سوتا ہے، نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا: قرآن کا کون سا حصہ سب سے زیادہ محکم ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ان اللہ يأمر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربیٰ۔'' (النحل:۹۰)... اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے...۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: قرآن کا کون سا ٹکڑا سب سے جامع ہے؟'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔'' (الزلزال:۷-۸)... پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا...۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: قرآن کا کون سا حصہ سب سے زیادہ خوفناک ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''وليس بامانيكم ولا اماني أهل الكتب من يعمل سوءا يجزبه ولا يجد له من دون الله وليا و لا نصيرا۔'' (النساء:۱۲۳)... انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا، اس کا پھل پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے لئے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا...۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: قرآن کا کون سا حصہ سب سے زیادہ امید افزا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''قل يعبادی الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم ۝'' (الزمر:۵۳)... (اے نبی!) کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا تم میں عبداللہ بن مسعود ہیں؟ تو قافلہ والوں نے جواب دیا کہ: ''جی ہاں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف عالم و قاری اور عابد و زاہد ہی نہیں تھے بلکہ وہ بڑے ہمتی، نہایت دور اندیش اور زبردست مجاہد اور میدان جنگ میں پیکر جرأت و شجاعت بھی تھے، وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے مشرکین کے مجمع میں بآواز بلند قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایک روز مسلمان (جب وہ قلیل التعداد اور کمزور تھے) مکہ میں اکٹھا ہوئے اور آپس میں کہنے لگے: ''واللہ! ابھی تک قریش نے بآواز بلند کسی سے قرآن نہیں سنا، کون ہے جو ان کو سنا دے؟'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انہیں قرآن سناؤں گا! صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''آپ اس کے لئے مناسب نہیں ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام کوئی ایسا شخص انجام دے، جس کی

پشت پر اس کے قبیلے کی طاقت ہو کہ اگر قریش اس کے ساتھ بری نیت سے پیش آئیں تو اس کا قبیلہ اس کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑا ہو، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں! یہ کام مجھے ہی کرنے دیجیے، اللہ تعالیٰ مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور ان کے مقابلہ میں میری حمایت کرے گا، پھر وہ چاشت کے وقت مسجد حرام میں داخل ہوئے اور مقام ابراہیم کے پاس پہنچ گئے، اس وقت سردارانِ قریش کعبہ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ''الرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ۔'' (الرحمٰن)..... اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور بہت ہی زیادہ رحم فرمانے والا ہے، نہایت ہی مہربان، اللہ نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے، اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا.....

وہ کتاب الٰہی کی آیات پڑھتے چلے گئے۔ آواز سن کر سردارانِ قریش ان کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: ''یہ ابن ام عبد کیا پڑھ رہا ہے؟ ارے! اس کا ناس ہو، یہ تو اسی پیغام کا کوئی حصہ پڑھ رہا ہے، جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے، تیزی سے ان کی طرف لپکے اور ان کے چہرے پر مارنے لگے لیکن انہوں نے تلاوت کا سلسلہ منقطع نہیں کیا، وہ برابر پڑھتے رہے اور وہیں جا کر رکے جہاں تک وہ پہنچنا چاہتے تھے، پھر وہ لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں آئے، اس وقت ان کے جسم سے خون بہہ رہا تھا، لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر کہا: آپ کے متعلق ہم کو اسی بات کا اندیشہ تھا، یہ سن کر انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن آج سے پہلے میری نظر میں اتنے ذلیل و بے وقعت نہ تھے، اگر آپ لوگ چاہیں تو میں کل بھی ان کو اسی طرح قرآن سنا سکتا ہوں، لیکن ساتھیوں نے کہا کہ نہیں! بس اتنا کافی ہے، آپ نے ان کو وہ چیز سنا دی، جس کا سننا انہیں گوارا نہیں۔ ابن مسعود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے، جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، مزاج پرسی کے بعد انہوں نے دریافت کیا: آپ کو کس چیز کی شکایت ہے؟''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بولے: ''اپنے گناہوں کی۔'' پوچھا: کیا خواہش ہے؟ بولے: ''اپنے رب کی رحمت کی۔''

پوچھا: کیوں نہ آپ کے وظیفے کی ادائیگی کا حکم جاری کردوں، جس کو لینے سے آپ نے پچھلے کئی سالوں سے انکار کردیا ہے؟ بولے: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔''

کہنے لگے: ''آپ کے بعد آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔

بولے: کیا آپ کو میری بیٹیوں کے متعلق محتاجی کا اندیشہ ہے؟ میں نے انہیں ہر رات سورہ واقعہ پڑھنے کی ہدایت کردی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''من قرأ الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة'' ... جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھ لیا کرے گا وہ فقر و فاقہ سے کبھی دوچار نہ ہوگا...۔''

اور جب رات آئی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اس وقت ان کی زبان مبارک اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی آیات بینات سے تر تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ آمین یارب العالمین۔ ✪✪

قادیانی وقاص نتھوکہ کو حساس ادارے کے عہدے پر فائز نہ کیا جائے

کراچی (پ ر) قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں اور آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے، حال ہی میں چناب نگر کے اندر تحریف قرآن کے دل خراش سانحے میں باقاعدہ قادیانی جماعت ملوث تھی، جس کے خلاف حساس اداروں نے کارروائی کی، اب پنجاب کی نگراں حکومت ایک بار پھر جنونی ومتعصب قادیانی وقاص نتھوکہ جو کہ پولیس کے محکمے میں تھا، اسے اینٹی کرپشن کے حساس ادارے میں عہدے پر فائز کرنا چاہتی ہے۔ فوری طور پر یہ فیصلہ واپس لیا جائے، بصورت دیگر ملک گیر احتجاج کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد ومولانا سید سلیمان یوسف بنوری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا قاضی احسان احمد نے اخباری بیان میں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہر تھوڑے عرصہ بعد سرکاری سطح پر قادیانیت نوازی کا سلسلہ شروع کردیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اب بند ہونا چاہئے۔ نگراں حکومت پنجاب ہوش کے ناخن لے، ملک کے موجودہ حالات کسی تحریک کے متحمل نہیں، لیکن اگر ختم نبوت کے منکر اور ناموس رسالت کے گستاخ قادیانیوں کو کسی قسم کا کلیدی عہدہ دیا گیا تو تمام مسلمان سراپا احتجاج ہوں گے اور ملک گیر تحریک چلائی جائے گی۔

قادیانی دھوکا دہی کا قانونی تعاقب!

منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ

قرآن کریم، سنت نبویہ اور اجماع امت کی رو سے قادیانی مسلمان نہیں ہیں، وطنِ عزیز پاکستان کے آئین وقانون کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتے اور نہ ہی مسلمان ظاہر کرسکتے ہیں، پاکستان کی تمام عدالتوں نے قادیانیوں کے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کو دھوکا دہی اور فراڈ سے تعبیر کیا ہے۔ اس سب کے باوجود قادیانی اپنی شورشوں سے باز نہیں آتے اور آئے روز ایسے غیر آئینی اقدامات کرتے رہتے ہیں جن کے ذریعے سے وہ خود کو مسلمان ظاہر کرسکیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ کچھ ماہ قبل پیش آیا، جس کے مطابق ایک قادیانی نے خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے دھوکا دہی کے ذریعے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کرلی، جس کے خلاف لڑکی کے گھر والوں نے تھانے میں رپورٹ درج کروائی۔

مؤرخہ 23رستمبر 2022ء کو ممتاز خان ولد نواب خان نے ماڈل ٹاؤن تھانے میں ایف آئی آر نمبر 239، 2022ء زیر دفعہ 365 بی تعزیرات پاکستان درج کرائی کہ:

”میری سگی بہن سحرش نواب دختر نواب خان، عمر 30 سال، کنواری، 13رجون 2022ء کو صبح آٹھ بجے ایف بی اسکول ملیر کینٹ پڑھانے گئی، اس کے بعد واپس نہیں آئی، ہم نے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی، لیکن فون بند ملا، اسکول انتظامیہ نے مسلسل غیر حاضری کی بنا پر اسکول سے نکال دیا، ہم نے اسکول جا کر رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کی بہن کو ایک لڑکا صغیر احمد ولد بشیر احمد بہلا پھسلا کر زنا کی نیت سے اغوا کر کے لے گیا ہے۔ ہمیں شک ہوا کہ وہ صغیر احمدؔ قادیانی ہے تو ہم نے مردم شماری سے چیک کرایا، مردم شماری میں اس کا نام غیر مسلم کے خانے میں درج تھا، میری والدہ اس کے گھر گئیں تو گھر پر ظاہری علامات بھی قادیانیوں والی لگی ہوئی تھیں، لہٰذا میرا دعویٰ ہے کہ: صغیر احمد ولد شبیر احمد کے خلاف میری بہن سحرش نواب کو بہلا

ادارۃ الفرقان میں ختم نبوت کانفرنس

ادارۃ الفرقان شادی پورہ لاہور کے بانی مولانا خالد محمود متحرک اور فعال، مجاہد عالم دین ہیں۔ مجلس شمالی لاہور کے روح رواں ہیں۔ ادارۃ الفرقان کے نام سے دینی ادارہ چلا رہے ہیں۔ ہر سال ختم نبوت کانفرنس اور انعام گھر منعقد کرتے ہیں، جس میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق سوالات کے صحیح جوابات دینے والوں کو انعامات سے نوازتے ہیں، جن کی مالیت لاکھوں روپے ہوتی ہے۔ ۴رفروری کو اپنے ادارہ میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا، جس کی صدارت انہوں نے خود کی، جبکہ مہمان خصوصی ان کے شیخ ومرشد حضرت شاہ عبدالمعید سکھروی دامت برکاتہم تھے۔ کانفرنس کا آغاز شمالی لاہور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا قاری ظہور الحق مدظلہ کی تلاوت سے ہوا۔ نعتیہ کلام لاہور کے معروف ثنا خواں مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم مولانا قاری علیم الدین شاکر، لاہور مجلس کے روح رواں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، قاری محمد عابد کمبوہ، جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے استاذ الحدیث مولانا محمد اعجاز مدظلہ نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کی جائے گی۔ سویڈن اور دوسرے یورپی ممالک کی طرف سے قرآن پاک کی مسلسل بے حرمتی کے خلاف بھرپور احتجاج کیا گیا۔ سامعین سے ان ممالک کی اشیاء کی خریداری کے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ قومی اسمبلی کی طرف سے ناموس صحابہ و اہلبیت کی متفقہ منظوری کا خیر مقدم کیا گیا اور سینیٹرز حضرات سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ سینیٹرز حضرات بھی متفقہ طور پر منظور کر کے اسے قانون کی شکل دیں۔ (ارشاد احمد، مبلغ شمالی لاہور)

پھسلا کر زنا کی نیت سے اغوا کر کے لے جانے کا مقدمہ درج کیا جائے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔‘‘

صغیر قادیانی نے سحرش کے ورثا کے خلاف ایک جھوٹی پٹیشن فائل کی کہ میں نے نکاح کیا ہے، یہ میری قانونی بیوی ہے اور اس کے ورثا مجھے ہراساں کر رہے ہیں۔ انہیں اس سے باز رکھا جائے۔ اور پھر اس نے اپنی ضمانت عبوری کورٹ نمبر ۷ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج ایسٹ سے کرالی۔ عبوری ضمانت کے ساتھ قادیانی نے عبوری درخواست لگائی، مؤرخہ 3/ اکتوبر کو عدالت نے سماعت کرنے کے بعد مدعی مقدمہ کو نوٹس جاری کئے، چنانچہ مدعی کی طرف سے وکیل کی حیثیت سے میں (راقم) پیش ہوا اور جب وہاں سے کاغذات ضمانت حاصل کئے تو اس میں نکاح نامہ اور قبول اسلام کا حلف نامہ شامل تھے۔ مؤرخہ 12/ اکتوبر کو ملزم کورٹ میں پیش ہوا، وہاں ہم نے مؤقف اختیار کیا کہ:

یہ نکاح نامہ 1961ء کے قانون کے تحت صرف مسلمانوں کے لئے ہے اور قادیانی یہ نکاح نامہ استعمال نہیں کر سکتے، اور چونکہ ملزم قادیانی ہے، چنانچہ میں نے حتمی انتخابی فہرست 2022ء ماڈل کالونی شیٹ نمبر 22 پیش کی تو اس میں ووٹر لسٹ میں سیریل نمبر 42 پر: ’’صغیر احمد ولد شبیر احمد، اس کا شناختی کارڈ نمبر، مکان نمبر 63/23 ماڈل کالونی بارہ نمبر محلہ‘‘ لکھا تھا، نیز صغیر قادیانی نے اسلام قبول کرنے کا جو تصدیق نامہ جمع کرایا تھا، وہ مؤرخہ 11/ اکتوبر 2022ء کا ہے، جب کہ نکاح نامہ 23/ فروری 2022ء کا ہے، جس سے یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کے وقت یہ قادیانی تھا اور اس نے اپنی درخواست میں کوئی ایسا کاغذ پیش نہیں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ نکاح سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا، اور نہ ہی کوئی ایسا گواہ پیش کیا جو گواہی دیتا کہ نکاح کے وقت یہ مسلمان تھا۔ قبولِ اسلام کی سند میں بھی یہ کہیں نہیں لکھا ہوا تھا کہ 11/ اکتوبر 2022ء سے پہلے اس نے اسلام قبول کیا ہو، لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ صغیر قادیانی نے یہ نکاح خود کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکے سے کیا ہے۔

ہم نے اس کی دھوکا دہی کے تمام تر ثبوت کاغذات کی صورت میں جمع کرائے، تو عدالت نے ہماری جرح کو قبول کرتے ہوئے ملزم کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور جیل بھیج دیا اور پولیس کو حکم دیا کہ انکوائری کرنے کے بعد باقاعدہ چالان پیش کیا جائے۔ دورانِ تفتیش ملزم کی طرف سے ایک چندہ کی رسید برآمد ہوئی، جس میں صغیر احمد نے ’’انجمن احمدیہ پاکستان‘‘ کو 2022ء میں چندہ دیا، اس کی تفصیلات یہ ہیں: 13/ مارچ 2022ء، رسید نمبر 0050، کتاب نمبر 0722176، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ، برانچ گلشن جامی، ماڈل کالونی (چندے کی رسید ساتھ لف ہے)۔ اس کے بعد پولیس نے نکاح خواں سے رابطہ کیا تو اس نے اپنے بیان میں بتایا کہ یہ میرے جعلی دستخط ہیں، میں نے یہ نکاح نہیں پڑھایا ہے، میرے جعلی دستخط و مہر استعمال کئے گئے ہیں۔ پولیس کو نکاح خواں نے اپنا یہ بیان ریکارڈ کروایا۔

جس پر ہم نے عدالت سے استدعا کی کہ تعزیرات پاکستان کی دفعات میں اضافہ کیا جائے اور اس پر 493اے تعزیرات پاکستان لگائی جائے، جس میں واضح ہے کہ کوئی شخص کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرے اور اس کو بیوی کی حیثیت سے پاس رکھے جب کہ قانون و شریعت میں وہ نکاح نہیں ہو سکتا تو مذکورہ بالا دفعہ کے تحت زنا سے بڑھ کر مقدمہ درج ہوتا ہے اور اس کی سزا چودہ سال قید ہے۔ اور 298سی لگائی جائے کہ اس نے خود کو مسلمان ظاہر کیا اور اس کی سزا تین سال قید ہے۔ 193 سی عائد کی جائے کہ اس نے کورٹ میں جھوٹے کاغذات پیش کر کے عدالت کو گمراہ کیا اور اس کی سزا دو سال قید ہے۔ 471 اور 420 دفعات لگائی جائیں کہ یہ زنا ہوتا رہا، یہ دھوکا دہی ہے اور اس کی سزا بھی تین، تین سال قید ہے۔ لہٰذا کورٹ میں تفتیشی افسر نے چالان داخل کیا اور اب اس کیس میں ملزم پر فردِ جرم عائد ہو چکی ہے۔

❀❀.................❀❀

اظہارِ تعزیت

شہیدِ ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نور اللہ مرقدہ کے برادرِ نسبتی جناب حکیم حافظ رشید احمد انتقال کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ جامع مسجد خاتم النبیین گلزار ہجری میں مفسر قرآن حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم، جناب سیّد انوار الحسن سمیت علماء وطلبہ اور عوام الناس نے جنازے میں شرکت کی اور لواحقین سے اظہارِ تعزیت کیا۔ قارئین سے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاعِ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ’’آل پنجاب سالانہ تحریری مقابلہ‘‘ منعقد کیا گیا۔عنوان تھا: ’’صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت‘‘ اس عنوان پر دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا و طالبات نے حصہ لیا۔ان مضامین سے چند منتخب اور معیاری مضامین یہاں شائع کئے جارہے ہیں۔

رابعہ بصری بنت عتیق الرحمٰن
جامعہ عمر بن الخطاب، ملتان

عقیدۂ ختم نبوت صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، سلفِ صالحینؒ، علمائے کرام کاملین اور تمام مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ: ’’میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اسود عنسی نامی شخص نے یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے شر و فساد سے لوگوں کو بچانے کے لئے حضرت فیروز دیلمیؓ کو بھیجا۔ چنانچہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے محل میں داخل ہوکر اسے قتل کردیا۔رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی تمام واقعات کی خبر مل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے میں مسلمانوں کو بتایا: ’’آج اسود عنسی مارا گیا اور اسے ایک مبارک مرد نے قتل کیا، پھر فرمایا: ’’فیروز کامیاب ہوگیا۔‘‘

اس کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں مسیلمہ کذاب نامی شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کے ماننے والوں سے جنگ کرنے کے لئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں چوبیس ہزار کا لشکر بھیجا، جس نے مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار کے لشکر سے جنگ کی۔تاریخ میں یہ جنگ یمامہ سے یاد کی جاتی ہے۔اس جنگ میں بارہ سو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جس میں سات سو حافظ، قاری صحابیؓ بھی شامل تھے جبکہ مسیلمہ کذاب سمیت اس کے لشکر کے بیس ہزار لوگ ہلاک ہوئے۔اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح سے سرفراز فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے اپنا عقیدۂ واضح کردیا۔

جنگ یمامہ یہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے کہ: ’’بخدا! ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ کبھی بعد میں لڑی۔اس سے پہلے جتنی جنگیں ہوئیں بدر، احد، خندق، خیبر، موتہ وغیرہ ان میں صرف 259 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے۔ختم نبوت کے دفاع کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنی جانیں قربان کیں اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔اس جنگ میں انصار کے وہ سردار ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ... ہاں وہی جن کی بہادری کے قصے عرب و عجم میں مشہور تھے... ان کی زبان سے ایک جملہ ادا ہوا۔ ’’اے اللہ پاک جس کی یہ عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔‘‘

چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلا ہزاروں کے لشکر میں گھس گیا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک اس کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ رہی جہاں شمشیر و سنان کا زخم نہ لگا ہو۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لاڈلا بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے میں صف اول میں شامل تھے، انہوں نے مسلمانوں میں آخری خطبہ دیا: ’’واللہ! میں آج کے دن اس وقت تک کسی سے بات نہیں کروں گا جب تک انہیں شکست نہ دے دوں یا شہید نہ کردیا جاؤں۔‘‘ وہ بنو حنیفہ کا باغ جو حدیقۃ الرحمٰن کہلاتا تھا، اس میں اتنا خون بہا کہ اسے حدیقۃ الموت کہا جانے لگا۔ وہ ایسا باغ تھا جس کی دیواریں مثل قلعہ کے تھیں۔کیا عقل یہ سوچ سکتی ہے کہ ہزاروں کا لشکر اس میں پناہ لئے ہو اور براء بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ’’لوگو! اب ایک ہی راستہ ہے، تم مجھے اٹھا کر اس قلعے میں پھینک دو۔میں تمہارے لئے دروازہ کھولوں گا۔‘‘ انہوں نے قلعہ کی دیواروں پر کھڑے ہوکر منکرین ختم نبوت کے اس لشکر جرار کو دیکھا اور پھر تن تنہا اس قلعے میں چھلانگ لگادی۔ قیامت تک جو بھی بہادری کا دعویٰ کرے گا یہاں وہ بھی سر پکڑ لے گا۔ ایک اکیلا شخص ہزاروں سے لڑ رہا تھا اور اس نے دروازہ بھی کھول دیا اور پھر مسلمانوں نے منکرین

ختم نبوت کو کاٹ کے رکھ دیا۔کاش کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبوں کا علم ہوتا جو ایک مٹھی بھر جماعت کے ساتھ حدنگاہ تک پھیلے لشکر سے ٹکرا گئے۔

اموی بادشاہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو عبدالملک نے علمائے وقت جو صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ تھے کے فیصلہ سے اس کا سرتن سے جدا کردیا۔اس کے بعد خالد بن عبداللہ قسری رضی اللہ عنہ جو ہشام بن عبدالملک کی طرف سے عراق میں امیر تھے،ان کو پتا چلا کہ مغیرہ بن سعید نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، خالد بن عبداللہ قسری رضی اللہ عنہ نے اس کو زندہ جلا دیا۔ یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع ختم نبوت۔تحفظ ختم نبوت کے لئے ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، تاکہ قیامت کے روز خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔

عبدالمنان چینیوٹی،الصفہ اسلامی مرکز فیصل آباد

اس کذاب (مرزا غلام احمد قادیانی) نے نبوت کا دعویٰ کر کے ہمیں تکلیف پہنچائی ہے، اسے نیست و نابود کردو اور اسے جہنم واصل کردو۔

یہ فرمان رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے مسلمانوں کو اسود عنسی مدعی نبوت کو قتل کرنے کے لیے لکھا۔وہ رحمۃ للعلمین پیغمبر جو اس قدر مشفق و مہربان ہیں کہ ایک ایک کافر کے گھر سو سو بار دعوت دین لے کر جارہے ہیں کہ وہ جہنم سے بچ جائے، اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قاتل اور اپنے چچا سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل، بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قاتل اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تپتی ریت پر لٹانے والے کافروں حتی کہ خود حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر اوجھڑی اور کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں کو معاف فرما دیا،لیکن جب بات آئی جھوٹے مدعی نبوت کی تو اس مشفق و مہربان رحمۃ للعلمین پیغمبر نے اس بد بخت کو قتل کرنے کا حکم دے کر گویا یہ اعلان فرمایا کہ ہر قسم کے ظالم و جابر اور کافر کو معاف کردینا لیکن جب بات آئے کالی کملی والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی تو پھر گستاخ کا سرتن سے جدا کردینا۔

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسولِ خدا کے زمانے میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب اور اُس کے ماننے والوں سے جنگ کے لیے صحابی رسول حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں ۴۲ ہزار کا لشکر بھیجا۔جس نے مسیلمہ کذاب کے ۴۰ ہزار کے لشکر سے جنگ کی۔تاریخ میں اسے جنگِ یمامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِس جنگ میں ۲۱ ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔جن میں ۷۰۰ حافظ و قاریِ قرآن صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے۔جبکہ مسیلمہ کذاب سمیت اس کے لشکر کے ۲۰ ہزار لوگ جہنم کا ایندھن بنے۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔ختمِ نبوت کے معاملے میں جنگِ یمامہ میں صحابہ کرامؓ نے شریک ہوکر اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنا عقیدہ واضح کردیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اُس سے اعلان جنگ کیا جائے گا۔(خصائص کبریٰ)

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد روتے ہوئے اس طرح فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ پاک کی بارگاہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیائے کرام میں سب سے آخر میں بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اُن سب سے پہلے فرمایا۔سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب سے اس قدر نفرت کیا کرتے تھے کہ جب کوئی آپ کے سامنے اُس کا نام لیتا تو جوش ایمانی سے آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔آپ نے ایک دفعہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ تاریخی جملے ادا کیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ کوئی نبی ہے اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے، اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کوئی شریک نہیں۔(ختم نبوت)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ میں کچھ لوگ پکڑے جو نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب کی تشہیر کرتے اور اُس کے بارے میں لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔حضرت عثمان غنیؓ کو اُن کے بارے میں خط لکھا،حضرت عثمان غنیؓ نے جواب میں لکھا کہ ان کے سامنے دین حق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دعوت پیش کریں۔ جو اسلام قبول کرے اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا اقرار کرے اور مسیلمہ کذّاب سے برأت کا اعلان کرے، اسے قتل نہ کرنا اور جو

آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرے اور مسیلمہ کذاب کے دین کو نہ چھوڑے اسے جہنم واصل کرنے میں ذرا بھی تردد نہ کرنا۔ (سنن کبریٰ للبیہقی)

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے منکرین ختمِ نبوت کا سر دھڑ سے جدا کر کے امت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ عقیدہ ختمِ نبوت کی خاطر اگر اپنی جان کی بازی لگانی پڑے تو ذرا دیر نہ کرنا اور اگر کسی بدبخت گستاخ رسول اور عقیدہ ختمِ نبوت کے منکر کی جان لینی پڑی تو کسی انجام کی پروا کیے بغیر اس کا سر تن سے جدا کر دینا۔ یہی صحابہ کرامؓ کی سنت وطریقہ ہے اور یہی ہمارے اکابر واسلاف کا طرزِ عمل بھی ہے۔

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

✪✪.................✪✪

قادیانیوں کو امتناع قادیانیت ایکٹ کا پابند بنایا جائے۔

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

عقیدۂ ختم نبوت اور پاکستان کی نظریاتی سرحدات کا تحفظ ہماری دینی اور قومی ذمہ داری ہے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور سے علمائے کرام کا خطاب!

لاہور..... تحفظ ختم نبوت کانفرنس، مدرسہ تحفیظ القرآن جامع مسجد مدنی نیازی اڈا بند روڈ لاہور میں میاں محمد رضوان نفیس، جناب علی رضا، قاری حبیب الرحمٰن کی صدارت اور مہتمم مدرسہ ہذا قاری عبدالسلام کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں بڑی تعداد میں فرزندان توحید اور شمع ختم نبوت کے پروانوں اور خواتین اسلام نے شرکت کی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، سیکریٹری جنرل مجلس لاہور مولانا علیم الدین شاکر، قاری سید انوار الحسن شاہ بخاری، قاری محمد اکمل الحسن، قاری ابوبکر حیات، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا رانا محمد عثمان قصوری، حافظ حسن افضال صدیقی، مولانا محمد عمران نقشبندی، جناب عصمت اللہ خان نیازی، میاں محمد نادر، جناب تیمور خان نیازی، عبدالجبار بھٹی، محمد زبور خان، غلام حسنین، قاری غلام اللہ، قاری شفیق الرحمٰن، قاری عطاء الرحمٰن، قاری محمد فاروق، قاری محمد معاذ صالح اور مولانا عثمان حیدر نے خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا۔ مقررین کا کہنا تھا کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ختم نبوت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت ایکٹ کا پابند بنایا جائے۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت اور پاکستان کی نظریاتی سرحدات کا تحفظ ہماری دینی اور قومی ذمہ داری ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور تعزیرات پاکستان کو تبدیل کرنے کے لیے بیرونی طاقتیں مسلسل اپنا دباؤ بڑھا رہی ہیں، ہم کسی صورت آئین اور قانون میں ختم نبوت اور قانون توہین رسالت سمیت اسلامی دفعات کو تبدیل نہیں ہونے دیں گے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت کا ہر محاذ پر تعاقب کرتی رہے گی۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ امت نے اس پر کبھی سمجھوتا نہیں کیا۔ زمانہ نبوت سے اس عقیدہ کا امت مسلمہ نے دفاع کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے لیے شفاعت نبوی کے حصول کا ذریعہ ہے، برطانوی حکومت نے قادیانی فتنہ کا بیج ڈالا اور اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے استعمال کیا۔ فرنگی قادیانی فتنہ کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ مدارس اور مساجد دین اسلام کے قلعے ہیں، ان کی سلامتی اور خودمختاری پر کوئی سمجھوتا نہیں کریں گے۔ قاری عبدالسلام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے، تمام تر جبر واستبداد کے باوجود دینی طبقے نے اس محاذ پر کبھی پسپائی اختیار نہیں کی، قادیانی اس ملک کے ازلی دشمن ہیں۔ کانفرنس کے آخر میں مدرسہ میں حفظ مکمل کرنے والے طلبہ کی دستار بندی ہوئی، جبکہ طالبات کی دوپٹہ پوشی بھی کی گئی۔

میرے اساتذۂ حدیث شریف

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم نے ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۸ء جامعہ باب العلوم کہروڑپکا سے دورۂ حدیث شریف کیا، جن اساتذۂ کرام سے حدیث نبوی پڑھی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

بخاری شریف وترمذی: حکیم العصر حضرت استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ۔

مسلم شریف: شیخ الحدیث مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ۔

ابوداؤد شریف: سیدی ومرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ۔

طحاوی و مؤطین: شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ۔

سنن نسائی و ابن ماجہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ حبیب احمد زید مجدہ۔

جامعہ باب العلوم میں دورۂ حدیث شریف کا پہلا سال تھا، تمام اساتذہ کرام نے بہت ہی محنت سے ہمیں احادیث نبویہ کا درس دیا، جو جہاں تلامذہ کے لئے خیر وبرکت کا ذریعہ بنا وہاں اساتذہ کرام کی اسی محنت نے انہیں آگے چل کر شیخ الحدیث کے منصب عظیمیہ پر فائز کر دیا۔ تمام اساتذہ کرام آگے چل کر کسی نہ کسی جامعہ میں بخاری شریف کے استاذ مقرر ہوئے۔ حکیم العصر حضرت استاذ جی نوراللہ مرقدہ تو جامعہ کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے منصب پر تاحیات براجمان رہے۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد امین نوراللہ مرقدہ جن سے مسلم شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ایک عرصہ تک جامعہ خالد ابن ولید ٹھینگی وہاڑی، بعدہ جامعہ عمر ابن خطاب ملتان میں شیخ الحدیث رہے۔ سیدی و مرشدی حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم اپنے ادارہ جامعہ عبیدیہ میں عرصہ دراز سے بخاری شریف کا درس دیتے چلے آرہے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم استاذ جی کی وفات کے بعد آپ کے جانشین کی حیثیت سے بخاری شریف کی تدریس کی سعادت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

حضرت الشیخ مولانا حبیب احمد مدظلہ عرصہ پچپن سال سے تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ احادیث نبویہ کی تمام کتب کی تدریس فرما چکے ہیں۔ جامعہ باب العلوم میں نائب الشیخ کے لقب سے مشہور ہیں، اپنی ذات و خدمات کے اعتبار سے شیخ المشائخ ہیں۔

حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ سلیم پور لدھیانہ کے مردم خیز علاقہ میں حافظ محمد یوسفؒ کے گھر ۲۱؍صفر المظفر ۱۳۵۳ھ، ۵؍ جون ۱۹۳۴ء کو پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں سلیم پور کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل کرائے گئے۔ اسی دوران سلیم پور کی ایک چھوٹی مسجد میں مولانا غلام رسولؒ سے چند سپارے ناظرہ پڑھے۔

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے دوسرے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ اسی گاؤں کے رہنے والے تھے، ابھی ساتویں پاس کر کے آٹھویں جماعت میں داخل ہوئے کہ پاکستان بن گیا اور آپ نے اپنے خاندان کے ساتھ گنڈا سنگھ کے راستے قصور لاہور، پچیکی، جڑانوالہ، گوجرہ سے ہوتے ہوئے چک نمبر ۱۶۳ گ ب جامارا میں رہائش اختیار کرلی۔ مرید والا ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قریب موروثی پور ۱۹۴۸ء میں مڈل میں داخلہ لیا اور مڈل اعلیٰ نمبروں میں پاس کی۔ اس اسکول میں کئی ایک ٹیچرز علماء کرام اور جامعہ ربانیہ پھلور سے متعلق تھے۔ ان کی ترغیب پر دارالعلوم ربانیہ پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں داخل ہوگئے، جہاں آپ نے مولانا عبدالغنیؒ سے گلستان، بوستان، مالا بدمنہ پڑھیں۔ مولانا محمد یونس سے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب پڑھی۔ مولانا محمد رفیق کشمیریؒ سے سورۂ یونس سے سورۂ حج کے اختتام تک ترجمہ قرآن پاک پڑھا اور ساتھ ہی صغریٰ، کبریٰ اور منطق کے دیگر رسائل بھی پڑھے۔ مولانا محمد حنیفؒ، مولانا حافظ نذیر احمدؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ سے مختلف کتب کا درس لیا۔ مدرسہ اشرف الرشید روشن والا فیصل آباد میں ۱۹۵۱ء میں داخلہ لیا۔

مولانا عبدالرحمٰن ہزارویؒ، مولانا مہابت خان (والد محترم حافظ محمد ریاض درانیؒ لاہور) سے متوسط درجہ کی کتابیں پڑھیں، اس مدرسہ حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد، مولانا عبدالمجید انورؒ آپ کے ہم درس تھے۔ ۱۹۵۴ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں داخل ہوئے، یہاں شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالخالقؒ (بانی دارالعلوم کبیر والا) مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ سے مشکوٰۃ المصابیح کا ابتدائی حصہ باقی کتاب کی تکمیل مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ سے کی۔ حسامی، مسلم الثبوت، جلالین شریف مولانا مفتی محمد شفیعؒ بانی قاسم العلوم اور سلم العلوم حضرت مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ سے پڑھیں۔ اگلے سال ۱۳۷۴ھ شوال المکرم سے شعبان المعظم تک دورۂ حدیث شریف کے اسباق صحیح بخاری، جامع ترمذی مولانا عبدالخالقؒ، صحیح مسلم، موطا امام مالک، موطا امام محمد مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ سنن ابوداؤد، شمائل ترمذی مولانا علی محمدؒ، سنن نسائی، طحاوی مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ اور ابن ماجہ مولانا عبدالقادر قاسمیؒ سے پڑھیں۔ ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۰ستمبر ۱۹۵۶ء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے آپ کی دستار بندی کرائی۔

جامعہ قاسم العلوم ملتان سے فراغت کے بعد شوال المکرم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں آپ کی تقرری جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں ہوئی، یہاں آپ نے ایک سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ شوال المکرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۸ء آپ دارالعلوم کبیر والا تشریف لائے اور پندرہ سال مدرس رہے۔ آپ جہاں بھی رہے انتہائی جانفشانی، انہماک اور دن، رات محنت کی۔ دارالعلوم کبیر والا میں آپ کی مشکوٰۃ شریف اور صبح کے درس قرآن کو خوب شہرت ملی۔ مذکورہ اسباق کے علاوہ آپ نے سنن ابوداؤد، طحاوی، سلم العلوم، قدوری، کنزالدقائق، مرقات، ملاحسن، ہدایہ، نفحۃ العرب، نورالانوار، حسامی وغیرہ کتب کی تدریس کی۔ اس دوران کہروڑپکا کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور باب العلوم کی قسمت جاگ اٹھی، چنانچہ آپ حضرت مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ کی وساطت سے باب العلوم کہروڑپکا کی منتظمہ سے اپنی شرائط پر باب العلوم تشریف لائے۔ باب العلوم میں آپ کی تشریف آوری شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں ہوئی، اور چار سال بعد دورۂ حدیث شریف شروع کرادیا گیا۔

آپ جہاں بھی رہے درسِ قرآن کا اہتمام رہا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ دارالعلوم کبیر والا میں بانی دارالعلوم حضرت صدر صاحب مولانا عبدالخالقؒ کے حکم سے دورۂ حدیث شریف کے علاوہ تمام کلاسیں درسِ قرآن میں شریک ہوتیں اور درس باقاعدہ سبقاً ہوتا۔ باب العلوم میں تشریف لانے کے بعد بھی یہ معمول برقرار رہا۔ چار مرتبہ پورے قرآن پاک کا درس ہوا۔ تیسری مرتبہ آپ کے شاگرد رشید قاری نسیم الدین کراچی نے پورا درس ٹیپ کرایا، جو ''تبیان القرآن'' کے نام سے آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ راقم کو دو سال استاذ جی کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۷۵ء میں مشکوٰۃ شریف اور ترجمہ قرآن پاک پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مشکوٰۃ شریف کا سبق آپ کا شاہکار سبق ہوتا تھا۔ ہمارے والا سال غالباً مشکوٰۃ شریف کا انیسواں سال تھا۔ تقریر مختصر اور جامع ہوتی۔ سال کے آغاز میں مشکوٰۃ شریف کے دو گھنٹے مقرر ہوتے پہلے گھنٹہ میں پہلی جلد اور دوسرے گھنٹہ میں دوسری جلد سبقاً پڑھائی قرأۃ الشیخ یا قرأۃ علی الشیخ نہیں بلکہ سبقاً پڑھائی۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے پہلی سہ ماہی کے چند روز بعد دوسری جلد ختم ہوگئی تو مشکوٰۃ اول کو دو گھنٹے مل گئے۔ فقہی مسائل میں بہت زیادہ طوالت نہیں ہوتی تھی، مناسب دلائل اور دوسرے مذاہب کے دلائل کے جوابات انتہائی اختصار کے ساتھ، دوسرے سال ۱۳۹۶ھ میں آپ نے ہمیں بخاری شریف اور ترمذی شریف خود پڑھائی۔ ترمذی کی تقریر املا کراتے اور بخاری شریف نفس حدیث پر گفتگو فرماتے۔ الحمدللہ! بغیر کسی دوڑ دھوپ کے دونوں کتابیں اختتام سال تک مکمل ہوگئیں۔ تقریر نہایت آسان اور عام فہم ہوتی کہ میرے جیسے کند ذہن کے ذہن میں بیٹھ جاتی۔ طلبہ آپ کے درس سے تعلیم کے ساتھ ساتھ نفقہ بھی حاصل کرتے۔ مشکل سے مشکل عبارت کو آسان الفاظ کا جامہ پہنا کر طلبہ کے ذہن نشین کرادیتے۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف ۱۳۷۷ھ تا ۱۴۳۶ھ تک تقریباً ساٹھ سال پڑھائی۔ بخاری و ترمذی ۳۸ سال، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کی رکنیت اور بعد میں مرکزی امیر کا عہدہ کا منصب جماعت کے بزرگوں نے آپ کو سوچ سمجھ کر دیا۔ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد ان کی جگہ پر آپ کو مرکزی شوریٰ کا رکن بنایا گیا، آپ کو شوریٰ کا رکن ۲۰۰۰ء میں بنایا گیا۔

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کی وفات کا سانحہ ۵ مئی ۲۰۱۰ء کو پیش آیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

دستور کے مطابق قائم مقام امیر بنائے گئے۔اب امیر مرکزیہ کے انتخاب کا مرحلہ درپیش آیا۔ چنانچہ ۳۰؍مئی ۲۰۱۰ء کو مجلس منتظمہ کا ہنگامی اجلاس ہوا۔جس میں امیر مرکزیہ کے انتخاب سے پہلے مرکزی شوریٰ کے اراکین سے مرکزی امیر کے لئے حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے متعلق رائے لی گئی، تمام اراکین شوریٰ نے اس رائے کو پسند کیا، چنانچہ ۶؍ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۰ء کو مرکزی مجلس عمومی کے ۱۰۳ ارکان نے متفقہ طور پر حضرت استاذ جیؒ کو مرکزی امیر منتخب کرلیا، حالانکہ استاذ جی سفر حج پر تھے اور مولانا مفتی ظفر اقبال نے آپ کو مرکزی امیر بننے کی خبر دی۔ یہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا موقع تھا۔آپ نے مکہ مکرمہ سے شرکائے کانفرنس کے نام پیغام بھیجا جو مولانا مفتی ظفر اقبال زیدمجدہ نے پڑھ کر سنایا۔

آپ کے دور امارت میں ناموس رسالت کے قانون کے خاتمہ کی صدائے بازگشت سنائی دی تو آپ کے حکم پر اسلام آباد کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی، آپ کی تجویز پر صدارت مولانا فضل الرحمن

مولانا شاہ حسینؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پروفیسر مولانا شاہ حسینؒ صوبہ خیبر پختونخوا کے ان علمائے کرام میں سے تھے، جو قدیم وجدید کا حسین امتزاج ہوتے ہیں۔آپ نے اپنے صوبہ خیبر پختونخوا کے نامور عالم دین حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ سے علوم نبوت حاصل کئے۔علوم دینیہ سے فراغت کے بعد عصری تعلیمی اداروں میں ایک عرصہ تک نسل نو کی تربیت فرماتے رہے۔آپ جہاں بھی رہے، اپنے اساتذہ کرام کی ہدایات کی روشنی میں اولین دین اسلام کے خادم کی حیثیت سے اپنے مولوی اور عالم ہونے کی حیثیت سے سربلند رہے۔آپ نے اپنے علاقہ ''بارہ بانڈہ'' میں جامع مسجد درس خیل اور مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اپنے علاقہ کے مسلمانوں کی دینی تربیت فرماتے رہے۔آپ نے ۱۳؍نومبر ۲۰۲۲ء کو انتقال فرمایا۔آپ کی نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث مولانا احسان اللہ مردان نے کی۔جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

آپ نے چار بیٹے اور آٹھ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔حدیث پاک میں آتا ہے:''اذا مات العبد انقطع عنه عمله الامن ثلاث من صدقة جارية او ولد صالح يدعو له او علم ينتفع به'' مرحوم اس کا مصداق تھے، فرمایا: جب انسان اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی ساتھ ہی رخصت ہوجاتے ہیں، مگر تین اعمال اس کے مرنے کے بعد بھی اسے فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں:

(۱) صدقہ جاریہ .... انہوں نے جامع مسجد درس خیل او مدرسہ بنایا جوان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔جب تک مسجد اور مدرسہ رہے گا انہیں ثواب پہنچتا رہے گا۔

(۲) اولاد صالحہ:...... جو اپنے والدین کے لئے دعائیں کرتی رہے۔چنانچہ ان کے چاروں بیٹے جو علمائے کرام ہیں، یقیناً ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔اللہ پاک ان بیٹوں کی عمر دراز فرمائے گا انشاءاللہ! یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

(۳)''او علم ينتفع به'' یا کوئی علمی چیز چھوڑ کر مرے جب تک وہ علم نفع دیتا رہے گا انشاءاللہ العزیز! اللہ تعالیٰ ثواب پہنچاتا رہے گا۔

مرحوم نے کئی ایک کتابیں تحریر فرمائیں جو یقیناً انہیں ایک عرصہ تک فائدہ پہنچاتی رہیں گی۔علمائے کرام نے ان کے فرزند ارجمند مولانا محمود الحسن حقانی مدظلہ کو ان کا جانشین مقرر کیا، جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل عالم دین ہیں۔

۱۴؍نومبر ۲۰۲۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کی معیت میں بارہ بانڈہ میں حاضری ہوئی۔ان کی قائم کردہ جامع مسجد میں تعزیتی بیان کی سعادت حاصل ہوئی۔مولانا قاری محمد اسلم نے بھی ان کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کی سرپرستی، دینی و سیاسی امور میں شرکت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔آمین یاالٰہ العالمین۔

دامت برکاتہم کو اور اسٹیج سیکریٹری شپ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کے سپرد کی گئی اور ناموس رسالت کے قانون کی بہرحال حفاظت کا عہد کیا گیا اور اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی مزاحمت کا اعلان کیا گیا اور کئی ایک مقامات پر احتجاجی جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت کے وزیر اعظم جناب سید یوسف رضا گیلانی نے قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم نہ کرنے کا تحریری بیان جاری کیا۔ یوں اللہ پاک نے حضرت لدھیانویؒ کے دورِ امارت میں پہلی فتح عطا فرمائی۔ اس پروگرام کے اعلانات کو کامیاب کرنے کے لئے ضعف وعوارض کے باوجود آپ نے ۱۵/ دسمبر اسلام آباد، ۸/ جنوری کراچی، ۲۹/جنوری کو لاہور میں آل پارٹیز کانفرنسوں میں شرکت فرمائی۔ ۲۴/ جون ۲۰۱۲ء کو برمنگھم (برطانیہ) میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت فرمائی اور پندرہ بیس منٹ خطاب بھی فرمایا۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوتی ہیں، پہلی نشست صبح دس بجے سے ظہر تک، دوسری نشست ظہر سے عصر تک، احباب نے دوسری نشست میں شرکت کی درخواست کی لیکن آپ پہلی نشست میں صبح گیارہ بجے پہنچ گئے اور دوسری نشست میں آخر تک قیام فرمارہے۔

استاذ جی حضرت لدھیانویؒ جب امیر بنائے گئے تو آپ مدینہ منورہ میں تھے۔ واپسی کے دو تین روز بعد دفتر مرکزیہ میں احباب جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

”اب تک میری دوستی، مخالفت، پسند ناپسند اپنی رائے پر تھی۔ آج کے بعد میری تمام دوستی، تائید یا مخالفت وہ مجلس کی پالیسی کی پابند ہوگی، جو مجلس کی پالیسی، وہ میری پسند اور بس۔ اب میں خود مجلس کی پالیسی کی پابندی کروں گا، یہ کہ جماعتی فریضہ ہے۔“

پھر آپ نے بقیہ زندگی بھرپور نبھایا، جو فرمایا اس پر عمل کر کے دکھلایا، جامعہ قاسم العلوم سے متعلق ان کی اپنی رائے تھی، مجلس کے امیر بننے کے بعد اس قضیہ سے لاتعلق ہوگئے۔

آپ کو مجلس کے ساتھ ابتدا ہی سے محبت تھی، کیونکہ آپ لدھیانہ سے تھے اور علمائے لدھیانہ نے ہی مرزا قادیانی کے کفر کا پہلا فتویٰ ارشاد فرمایا۔

آپ کے شیخ گرامی قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ پوری جماعت کے پیر و مرشد اور مجلس کے سرپرست تھے۔ آپ کے آخری شیخ حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ مجلس کے مرکزی نائب امیر تھے۔ یہ نسبتیں آپ کو کشاں کشاں مجلس میں لائیں اور یہاں تک کہ مرکزی امیر بنادیئے گئے۔

سفرِ آخرت:

یکم فروری ۲۰۱۵ء کو صبح نماز سے پہلے بیدار ہوئے، معمولات پورے کئے۔ مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھایا اور ایک جنازہ کی امامت بھی کرائی اور نو بجے کے بعد احباب و رفقاء کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ کے پروگرام میں شرکت کے لئے ملتان روانہ ہوئے اور پورا راستہ زیر لب ذکر و اذکار فرماتے رہے۔ وفاق کے دفتر پہنچے، وضو تازہ فرمایا اور آپ کی صدارت میں اجلاس شروع ہوا۔ چند مختصر بیانات کے بعد آپ کے بیان کا اعلان ہوا۔ تمکنت اور وقار کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ایک حدیث پاک پڑھی اور اس کی روشنی میں چند کھری کھری باتیں ارشاد فرمائیں۔ بیان کے دوران تکلیف کا احساس ہوا، بیان مکمل کیا، اور کرسی پر تشریف لائے۔ مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ سے کچھ فرمایا۔ قاری صاحب کا بیان شروع ہوا، ابھی خطبہ مکمل ہی ہوا تو آپ کرسی پر عدم توازن کا شکار ہوتے نظر آئے۔ گولی نکال کر خدام نے زبان کے نیچے رکھی اور آپ کو کارڈیالوجی سینٹر لے جایا گیا، سینٹر پہنچنے پر ڈاکٹروں نے دیکھتے ہی وفات کی اطلاع دی۔ مولانا ظفر احمد قاسمؒ کی تجویز پر آپ کا جسد خاکی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں لایا گیا۔ اتنے میں مولانا ظفر احمد قاسم، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے مہتمم حاجی غلام محمد عباسی مدظلہ، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا زبیر احمد صدیقی اور دوسرے علمائے کرام کا تانتا بندھ گیا۔ یہ استاذ جیؒ کی دفتر مرکزیہ میں آخری تشریف آوری تھی۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ دیگر رفقاء کی معیت میں جسد خاکی کو لے کر کہروڑپکا تشریف لے گئے۔ اگلے دن جنازہ کا اعلان تھا۔ کہروڑپکا کا کوئی پارک، گراؤنڈ، جنازہ گاہ، عیدگاہ اتنے بڑے اجتماع کو سنبھالنے کی متحمل نہ ہوئی تو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے شہر سے چند کلو میٹر دور اپنے وسیع و عریض رقبہ میں جنازہ کا اعلان کیا۔ جنازہ کہروڑپکا کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ وفاق المدارس العربیہ کے صدر گرامی استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے اپنے محسن ومربی، استاذ و شیخ کے جنازہ میں شرکت کی اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے جنوب کی طرف خرید کردہ جگہ میں آپ کو رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ ✪✪

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	5100
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	130
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
15	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
17	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
18	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
19	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں)	رسائل اکابرین	400
20	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	120
21	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ